خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

سوموار 16/ جنوری 2023ء | 23/ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 16/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:13

ارشاد باری تعالیٰ

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۸۰﴾

(بنی اسرائیل :80)

ترجمہ:اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہو گا۔قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

فرمان خلیفۂ وقت

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا (المزمل :7)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ رات کا اٹھنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

یہ وہ قرآنی حکم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپؐ نے اس کا حق ادا کر دیا بلکہ دعویٰ سے پہلے بھی، نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی تلاش میں اسی طرح اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اپنی راتوں کو آرام میں یا کسی شوق میں گزارنے کی بجائے عبادتوں میں گزارتے تھے۔ راتوں کی عبادت جب رات گہری ہو، ہر طرف خاموشی ہو، بندے اور خدا کے درمیان کسی قسم کی روک ڈالنے والی چیز نہ ہو، بندے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز میں کوئی چیز روک نہ بنے، اس وقت جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں وہ یقیناً اللہ کا قرب پانے والے اور اس کا پیار حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خالصتاً اللہ کے قرب کے لئے یہ عبادت بجا لا رہے ہوتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس طرح رات کو اٹھنا اپنے نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے برابر ہے۔ بلکہ یہ شیطان کو ختم کرنے اور اپنے نفس پر قابو پانے کا ایسا زبردست حربہ ہے کہ اس کا مقابلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس وقت کے عہد و پیمان اتنے پکے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کو توڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ شیطان کی ملونی اس میں ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بننے اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں کہ رات کو اٹھ کر عبادت کی جائے اور یہ عبادت کے اعلیٰ معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑھ کر حاصل کئے۔ بلکہ آپؐ کی قوت قدسی نے صحابہ میں اور امت میں بھی راتوں کو عبادت کے لئے اٹھنے والے پیدا کئے۔

(خطبہ جمعہ 18/ فروری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- الہامی مصرعے (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- مکرم شیخ تنویر احمد مرحوم کا ذکر خیر

فرمانِ رسولؐ

نماز تہجد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان تم میں ایک کی گدی پر جب وہ سوتا ہے۔ تین گرہیں دیتا ہے۔ ہر گرہ مضبوطی سے لگاتا ہے۔ (کہتا ہے:) ابھی تیرے لئے بڑی رات ہے، سوئے رہو۔ پھر اگر وہ جاگ پڑے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ وضو کر لے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر تو وہ صبح کو تازہ دم خوش مزاج ہوتا ہے۔ ورنہ سُست بدمزاج رہے گا۔

(بخاری کتاب التہجد باب عقد الشیطان علی قافیۃ الراس)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

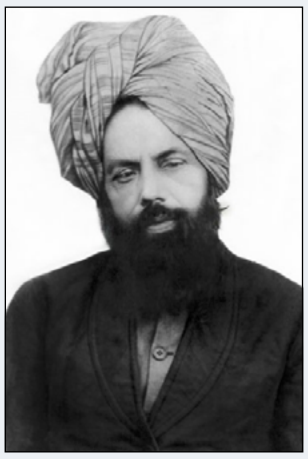

جیسے آسمان پر ہر یک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اُس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی۔ ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضاو قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمر بستہ ہے کیا بادل، کیا ہوا، کیا آگ، کیا زمین، سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضاوقدر کے حکم کا تابع ہے۔۔۔ ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاوقدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء وقدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے اُن کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہوسکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 33-34)

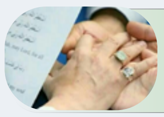

دربارِ خلافت

قوتِ ارادی کیا چیز ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عملی اصلاح میں جن تین باتوں کی ضرورت ہے اُن میں سب سے پہلی قوتِ ارادی ہے۔ یہ قوتِ ارادی کیا چیز ہے؟ ہم میں سے بعض کے نزدیک یہ عجیب بات ہو گی کہ قوتِ ارادی کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اکثر یہ کہیں گے کہ قوّتِ ارادی کے جو اپنے الفاظ ہیں، اُن سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کسی کام کو کرنے کے مضبوط ارادے اور اُسے بجالانے کی اور انجام دینے کی قوت ہے۔ یہاں یہ سوال اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے کہ یہ قوّتِ ارادی کیا چیز ہے؟ تو اس بارے میں واضح ہونا چاہئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے احسن رنگ میں اس کو بیان فرمایا ہے کہ قوتِ ارادی کا مفہوم عمل کے لحاظ سے ہر جگہ بدل جاتا ہے۔ پس یہ بنیادی بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے اور جب یہ بات اپنے سامنے رکھیں گے تو پھر ہی اس نہج پر سوچ سکتے ہیں کہ دین کے معاملے میں قوّتِ ارادی کیا چیز ہے؟

پس واضح ہو کہ دین کے معاملے میں قوتِ ارادی ایمان کا نام ہے۔ اور جب ہم اس زاویے سے دیکھتے ہیں تو پھر پتا چلتا ہے کہ عملی قوت ایمان کے بڑھنے سے بڑھتی ہے۔ اگر پختہ ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر انسان کے کام خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر مشکل اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آسان ہوتی چلی جاتی ہے۔ عملی مشکلات اس ایمان کی وجہ سے ہوا میں اُڑ جاتی ہیں اور آسانی سے انسان اُن پر قابو پالیتا ہے۔ اور یہ صرف ہوائی باتیں نہیں ہیں بلکہ عملاً اس کے نمونے ہم دیکھتے ہیں۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے پر نظر ڈالتے ہیں تو ایمان سے پہلے کی عملی حالتوں اور ایمان کے بعد کی عملی حالتوں کے ایسے حیرت انگیز نمونے نظر آتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ایمان لائے وہ کون لوگ تھے؟ اُن کی عملی حالت کیا تھی؟ تاریخ ہمیں اس بارے میں کیا بتاتی ہے؟ اُن ایمان لانے والوں میں چور بھی تھے۔ اُن میں ڈاکو بھی تھے۔ اُن میں فاسق و فاجر بھی تھے۔ اُن میں ایسے بھی تھے جو ماؤں سے نکاح بھی کر لیتے تھے، ماؤں کو ورثے میں بانٹنے والے بھی تھے۔ اپنی بیٹیوں کو قتل کرنے والے بھی تھے۔ اُن میں جواری بھی تھے جو ہر وقت جوّا کھیلتے رہتے تھے۔ اُن میں شراب خور بھی تھے اور شراب کے ایسے رسیا کہ اس بارے میں اُن کا مقابلہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ شراب پینے کو ہی عزت سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے پر شراب پینے پر فخر کرتے تھے کہ میں نے زیادہ پی ہے یا مَیں زیادہ پی سکتا ہوں۔ ایک شاعر اپنی بڑائی اور فخر اس بات پر ظاہر کرتا ہے کہ میں وہ ہوں جو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر بھی شراب پیتا ہوں۔ پانی کو تو ہاتھ ہی نہیں لگاتا۔ جواری اپنے جُوئے پر فخر کرتے ہوئے یہ کہتا تھا کہ میں وہ ہوں جو اپنا تمام مال جُوئے میں لٹا دیتا ہوں اور پھر مال آتا ہے تو پھر اُسے جُوئے میں لٹا دیتا ہوں۔ شاید آج بڑے سے بڑا جواری بھی کھل کر یہ اعلان نہ کرتا ہو۔ بہر حال یہ حالت اُن کی اُس وقت تھی۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اُن کی حالت کس طرح پلٹی، کیسا انقلاب اُن میں پیدا ہوا، کیسی قوتِ ارادی اس ایمان نے اُن میں پیدا کی؟ اس کے واقعات بھی تاریخ ہمیں بتاتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی جلدی اتنا عظیم انقلاب اُن میں پیدا ہو گیا؟ ایمان لاتے ہی اُنہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب دین کی تعلیم پر عمل کے لئے ہم نے اپنے دل کو قوی اور مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ خدا تعالیٰ کے احکامات کے خلاف اب ہم نے کوئی قدم نہیں اُٹھانا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہمارے لئے حرفِ آخر ہے۔ اُن کا یہ فیصلہ اتنا مضبوط، اتنا پختہ اور اتنے زور کے ساتھ تھا کہ اُن کے اعمال کی کمزوریاں اُس فیصلے کے آگے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ٹھہر سکیں۔ اُن کے حالات ایسے بدلے کہ وہ خطرناک سے خطرناک مصیبت اپنے پر وارد کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور نہ صرف تیار ہوئے بلکہ اس قوتِ ارادی نے جو انہوں نے اپنے اندر پیدا کی، اُن کے اعمال کی کمزوری کو اس طرح پرے پھینک دیا اور اُن سے دور کر دیا جس طرح ایک تیز سیلاب کا ریلا، تیز پانی کا ریلا جو ہے ایک تنکے کو بہا کر لے جاتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 443-444 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10/ جولائی 1936)

(خطبہ جمعہ 17/ جنوری 2014ء)

الہامی مصرعے

(حضرت مسیح موعودؑ)

ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولیٰ کریم

اخبار بدر 20/ اپریل 1905ء

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اخبار بدر 11/ مئی 1905ء

کَشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں

اخبار بدر 17/ مئی 1906ء

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

اخبار بدر 10/ مئی 1906ء

پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار

براہین احمدیہ چہار حصص صفحہ 522

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

اخبار بدر 25/ اپریل 1908ء

عشق الٰہی وَسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی

اخبار بدر 08/ مئی 1903ء

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

اخبار بدر 16/ اپریل 1904ء

پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں

اخبار بدر 11/ مئی 1905ء

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اخبار الحکم 31/ اگست 1901ء

بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

مطبوعہ 1901ء منقول از بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین

چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار

تجلیات الٰہیہ صفحہ 1 حقیقۃ الوحی صفحہ 93 حاشیہ

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی با حال زار

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 120

(درثمین صفحہ 163-164)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/ جنوری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

ایک افسوس ناک خبر بھی ہے۔ برکینا فاسو میں ہمارے نو احمدی شہید کر دیئے گئے پرسوں، بڑا افسوس ناک واقعہ ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ! اور بڑے ظالمانہ طریقہ سے اُن کو شہید کیا گیا لیکن اُن کے ایمان کا امتحان بھی تھا اور جس پر وہ ثابت قدم رہے، یہ نہیں کہ اندھا دھند فائرنگ کر کے بلکہ ہر ایک کو بلا بلا کر شہید کیا ہے لیکن بہرحال اِس کی تفصیلات کچھ آئی ہیں کچھ آ رہی ہیں، اِس لئے اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ تفصیلی ذکر مَیں اگلے (خطبہ) جمعہ میں اِن کا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اِن سے رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اِن سب کے۔ دعاء بھی کرتے رہیں۔۔۔ دہشت گرد جو آئے تھے وہ دھمکی دے کر گئے ہیں کہ اگر دوبارہ مسجد کھولی تو ہم دوبارہ آئیں گے اور حملہ کریں گے، اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کو اِن کے شر سے محفوظ رکھے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ نیز سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد بعض بدری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذکر میں سے کچھ باقی رہ جانے والے حصہ کے تسلسل میں آٹھ اصحابؓ کا مزید تذکرۂ خیر فرمایا۔

حضرت عبد اللہؓ بن جحش

آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ آپؓ عبد شمس کے حلیف جبکہ بعض کے نزدیک حرب بن اُمیّہ کے حلیف تھے، آپؓ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قد نیز سر کے بال نہایت گھنے تھے۔ ایک مہم کے موقع پر آپؓ کو امیر مقرر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا وہ آپؓ کی سخت جانی، مستقل مزاجی اور بے خوفی کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں: آنحضرتؐ نے فرمایا! مَیں تم پر ایک ایسے آدمی کو امیر مقرر کر کے بھیجوں گا جو اگرچہ تم سے زیادہ بہتر نہیں ہو گا لیکن بھوک اور پیاس کی برداشت میں تم سے زیادہ مضبوط ہو گا، پھر کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہؓ بن جحش کی امارت میں مکہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ کی طرف گئے۔ اِس مہم میں کامیابی کے بعد جو مال غنیمت ملا اُس کے بارہ میں لکھا ہے کہ اِس سریّہ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس کو مسلمانوں نے حاصل کیا، آپؓ نے اِس مال غنیمت کو پانچ حصوں میں منقسم کر کے بقیہ چار حصوں کو تقسیم کر دیا اور ایک کو بیت المال کے لئے رکھ لیا، یہ پہلا خُمس تھا جو اسلام میں اُس دن مقرر ہوا۔ امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے: اسلام میں سب سے پہلے جھنڈا کی ابتداء حضرت عبد اللہؓ بن جحش نے کی نیز سب سے پہلا مال غنیمت آپؓ کا حاصل کیا ہوا تقسیم کیا گیا۔ آپؓ کی تلوار غزوۂ اُحد کے دن ٹوٹ گئی تھی، رسول اللہؐ نے اُن کو عُرجون یعنی کھجور کی ایک شاخ مرحمت فرمائی پس وہ آپؓ کے ہاتھ میں تلوار کی طرح ہو گئی، اُسی دن سے آپؓ عُرجون کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپؓ جب اُحد کے دن شہید ہوئے تو حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا آپؓ کے نکاح میں تھیں، بعد میں رسول اللہؐ نے اُن سے شادی کر لی، آٹھ (یہ بھی کہا جاتا ہے دو، تین) ماہ تک آپؐ کے ہاں رہیں اور ماہ ربیع الآخر کے آخر میں آپؓ کی وفات ہو گئی، رسول اللہؐ نے جنازہ پڑھا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

حضرت صالح شُقرانؓ

بعض کے نزدیک آپؓ اور حضرت اُمّ ایمنؓ رسول کریمؐ کو اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملے تھے، غزوۂ بدر کے بعد آپؐ نے اِن کو آزاد فرما دیا تھا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جن اشخاص کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی اُن میں آپؓ کے علاوہ مزید آٹھ اہل بیعت اور بھی تھے۔ علامہ بغویؒ کہتے ہیں آپؓ نے مدینہ میں رہائش اختیار کی تھی اور ایک گھر بصرہ میں بھی تھا، حضرت عمرؓ کے دَور خلافت میں آپؓ کی وفات ہوئی۔ آپؓ سے مروی ہے: مَیں نے رسول اللہؐ کو ایک گدھے پر سوار خیبر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا، آپؐ اشارہ سے نماز ادا فرما رہے تھے (یعنی سواری پر بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے)۔

حضرت مالکؓ بن دُخشم

آپؓ کا نام مالکؓ بن دُخیشن اور ابن دُخشن، والد کا نام دُخشم بن مِرضخہ جبکہ اُن کا نام دُخشم بن مالک بن دُخشم بن مرضخہ بھی بیان ہوا ہے، والدہ کا نام عمیرہ بنت سعد تھا۔ آپؓ کی شادی جمیلہ بنت اُبَی بن سلول سے ہوئی جو رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبَی بن سلول کی ہمشیرہ تھیں۔ غزوۂ اُحد کے دن آپؓ حضرت خارجہؓ بن زیدؓ کے پاس سے گزرے، حضرت خارجہؓ زخموں سے چُور بیٹھے ہوئے تھے، اُن کو تیرہ کے قریب مہلک زخم آئے تھے، آپؓ نے اُن سے کہا: کیا آپؓ کو معلوم نہیں کہ حضرت محمدؐ شہید کر دیئے گئے ہیں، اُنہوں نے کہا: اگر آپؐ کو شہید کر دیا گیا ہے تو یقیناً اللہ زندہ ہے اور وہ نہیں مرے گا، محمدؐ نے پیغام پہنچا دیا ہے، فَقَاتِلُوۡا عَنۡ دِیۡنِکَ، اِس لئے تم بھی اپنے دین کے لئے قتال کرو! کچھ لوگوں میں سے اکثر نے بخدمت رسول اللہؐ عرض کیا کہ آپؓ منافقین کی پناہ گاہ ہیں، اِس پر آپؐ نے فرمایا! کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ لوگوں نے عرض کیا: جی رسول اللہؐ، لیکن وہ ایسی نماز ہے جس میں کوئی خیر نہیں۔ اِس پر آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا! مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے (حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا! یہ آجکل کے مسلمانوں کے لئے بھی سبق ہے)۔ اِن کی نسل نہیں چلی۔

حضرت عُکاشہؓ بن مِحصن بن حُرثان (کنیت ابو محصن)

حضرت ابو بکرؓ کے دَور بارہ ہجری میں اِن کی شہادت ہوئی۔ امام شعبیؒ نے آپؓ کی تعریف اِن الفاظ میں کی ہے: ایک شخص تھا جو کہ جنتی تھا مگر پھر بھی زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتا تھا اور وہ عکاشہؓ بن محصن تھے۔ دو ہجری میں غزوۂ بدر کے فوراً بعد رسول اللہؐ نے حضرت عبد اللہؓ بن جحش کو ایک مہم پر روانہ فرمایا، اِس سریّہ میں آپؓ بھی شامل تھے۔

حضرت خارجہؓ بن زیدؓ (کنیت ابو زید)

بمطابق ایک روایت حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت سعدؓ بن معاذ اور آپؓ نے یہود کے کچھ علماء سے تورات میں موجود چند باتوں کے متعلق پوچھا، جس کا جواب دینے سے اُنہوں نے انکار کر دیا اور سچ کو چھپایا جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 160 نازل فرمائی۔

حضرت زیادؓ بن لبید (کنیت ابو عبد اللہ)

اِن کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو بیاضہ بن عامر سے تھا، آپؓ کی نسل مدینہ اور بغداد میں مقیم تھی۔ ضحاکؓ بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ مسروقؓ بن وائل رسول اللہؐ کے پاس وادیٔ عقیق سے مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا اور اِس پر عمدگی سے قائم رہے، مسروقؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مَیں چاہتا ہوں کہ آپؐ میری قوم میں ایسے آدمی کو بھیجیں جو اُنہیں اسلام کی طرف بلائے، چنانچہ آپؐ نے اُن کی طرف حضرت زیادؓ بن لبید انصاری کو بھیجا۔ آپؓ شروع دَور حکومت حضرت معاویہؓ اِکتالیس ہجری میں فوت ہوئے۔

حضرت خالدؓ بن بُکیر بن عبد یالیل

آپؓ قبیلہ بنو سعد سے ہیں جو بنو عدی کے حلیف تھے۔ ابن اسحٰقؒ نے کہا ہے: ہمیں ایاس اور اُن کے بھائیوں عاقل، خالد اور عامر کے علاوہ کوئی بھی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہوں، اُن چاروں بھائیوں نے اکٹھی ہجرت کی اور مدینہ میں رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں قیام کیا۔ جنگ اُحد کے بعد قبائل عضل اور قارہ کے چند لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے، آپؐ ہمارے ساتھ اپنے اصحابؓ میں سے چند لوگ روانہ فرمائیں تا کہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم دیں اور قرآن پڑھائیں، آپؐ نے حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد کی امارت میں چھ اصحابؓ کو اُن کے ساتھ بھجوا دیا جن میں آپؓ بھی شامل تھے۔ اِن اصحابؓ کو بعد میں لے کر جانے والوں نے دھوکے سے شہید بھی کر دیا تھا۔

حضرت عمّارؓ بن یاسرؓ (کنیت ابو الیقظان)

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہونے والی شورش، متفرق نمائندگان کو مختلف بلاد میں بغرض تحقیق روانہ کرنے، آپؓ کے مصر بھجوائے جانے اور واپسی میں دیر نیز مفسدوں کے پنجہ میں پھنسنے اور اُن کے دھوکہ میں آ جانے کے تناظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثّانیؓ بیان کرتے ہیں: جب مصر پہنچے تو وہاں پہنچتے ہی بظاہر سکّہ نظر آنے والے اور نہایت طرار اور لسّان لوگوں کی ایک جماعت اُن کو ملی جس نے نہایت عمدگی سے اُن کے پاس والیٔ مصر کی شکایات بیان کرنی شروع کیں، اتفاقاً والیٔ مصر ایک ایسا شخص تھا جو کبھی رسول کریمؐ کا سخت مخالف رہ چکا تھا اور اُس کی نسبت آپؐ نے فتح مکہ کے وقت حکم دیا تھا کہ خواہ خانہ کعبہ میں ہی کیوں نہ ملے، اُسے قتل کر دیا جائے۔ گو بعد میں آپؐ نے اُسے معاف کر دیا تھا مگر اِس کی پہلی مخالفت کا بعض صحابہؓ کے دل پر جن میں عمارؓ بھی شامل تھے اثر باقی تھا، پس ایسے شخص کے خلاف باتیں سن کر عمارؓ بہت جلد متأثر ہو گئے اور اُن الزامات کو جو اُن پر لگائے جاتے تھے صحیح تسلیم کر لیا۔۔۔ لیکن بعد میں آپؓ پر اِن مفسدین کی فتنہ پردازی کی حقیقت آشکار ہو گئی چنانچہ جنگ صفین کے دن آپؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اَے لوگو! ہمارے ساتھ اِن لوگوں کی طرف چلو جو حضرت عثمانؓ بن عفّان کے قتل کا مطالبہ کر رہے ہیں۔۔۔ اللہ کی قسم! وہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ اِن لوگوں نے دنیا کا مزا چکھ لیا ہے اور اِس سے یہ محبت رکھتے اور اِسی کے پیچھے لگ گئے ہیں۔۔۔ اِن لوگوں نے اپنے متبعین کو یہ کہہ کر کے دھوکہ دیا کہ ہمارے امام مظلوم قتل کر دیئے گئے ہیں تا کہ یہ جابر بادشاہ بن جائیں۔۔۔ جنگ صفین میں داد شجاعت رقم فرماتے ہوئے جب آپؓ شہید کئے گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا! مسلمانوں میں سے جو شخص حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کو غیر معمولی تسلیم نہیں کرتا اور اُسے اِس سے رنج نہیں وہ ضرور غیر ہدایت یافتہ ہے۔ عمار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جس دن وہ اسلام لائے اور اللہ عمار پر رحم کرے جب چار اصحاب رسولؐ کا ذکر کیا جاتا تو یہ چوتھے اور پانچ کے ذکر میں یہ پانچویں ہوتے تھے، رسول اللہؐ کے قدیم اصحابؓ میں سے تھے، کسی ایک یا دو کو بھی اِس میں شک نہ تھا کہ عمار کے لئے بہت سے مواقع پر جنت واجب ہوئی، پس عمار کو جنت مبارک ہو اور اِن کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ عمار حق کے ساتھ اور حق عمار کے ساتھ ہے، عمار جہاں کہیں بھی جائیں گے حق کے ساتھ ہی جائیں گے اور عمار کا قاتل آگ میں ہے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23؍دسمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

دنیا کے مختلف ممالک میں جو آج جلسوں کا انعقاد ہے اور ہزاروں احمدیوں کی شمولیت ہے وہ بھی انہی نشانوں میں سے ایک نشان ہے

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آج مسیح موعودؑ کو قبول کر رہے ہیں اور مخالفتوں کا سامنا کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے بن رہے ہیں

ہمارا سلسلہ تو یہ ہے کہ انسان نفسانیت کو ترک کر کے توحیدِ خالص پر قدم مارے

جماعت کو قائم کرنے کا مقصد اصل توحید کو قائم کرنا اور محبت الٰہی پیدا کرنا ہے

توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوقِ اخوان ’’یعنی اپنے بھائیوں کے حق ادا کرنے میں ایک خاص رنگ ہو۔‘‘ پس یہ ہیں ہمارے مقصد جن کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور تبھی جماعتی ترقیات بھی ہم دیکھیں گے۔

محترم فضل احمد ڈوگر صاحب کی نمازِ جنازہ حاضر اور محترم ملک منصور احمد صاحب عمر (مبلغ سلسلہ ربوہ)
اور محترم عیسیٰ جَوف صاحب (معلم سلسلہ گیمبیا) کی نمازِ جنازہ غائب۔ مرحومین کا ذکرِ خیر

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج سے قادیان کا جلسہ بھی شروع ہوا ہے اور اسی طرح بعض افریقن ممالک میں بھی جلسہ سالانہ ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر ملک کے جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اتوار کو جلسہ کے آخری دن جو قادیان کے جلسہ سے خطاب ہو گا اس میں باقی افریقن ممالک بھی شامل ہوں گے۔ سات، آٹھ ممالک ہیں۔ اور کوشش ہو گی کہ ان کو ایم ٹی اے کے ذریعہ یہاں سے براہ راست ملا بھی دیا جائے۔ بہرحال اب جبکہ ان ممالک میں لوگ ایک جگہ جمع ہو کر خطبہ بھی سن رہے ہوں گے اور توجہ سے سننے کا ایک خاص ماحول بنا ہوا ہے تو اس لحاظ سے

مَیں نے مناسب سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں وہ باتیں پیش کروں جن میں آپؑ کا اپنی بعثت کے مقصد اور جماعت کے مقصد کے بارے میں بیان ہے اور مختلف نصائح آپ نے فرمائی ہیں۔

بہت سے نومبائع اور نئی نسل کے احمدی بھی ان جلسوں میں شامل ہوں گے جن تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ باتیں نہیں پہنچی ہوں گی تو ان کو بھی یہ جاننا ضروری ہے تا کہ اپنے ایمان و یقین اور اخلاص و وفا میں ان دنوں میں خاص طور پر کوشش کریں اور ترقی کریں اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے آپؑ کی بعثت کے مقصد اور اپنی ذمہ داریوں کا ادراک حاصل کریں۔

قیام سلسلہ احمدیہ کی غرض کیا تھی اور کیوں اس زمانہ میں اس کا قیام ضروری تھا؟

اس بات کو بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُرآشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ مَیں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزت اور وقعت ان کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر گذرا ہے جس میں اس قدر سبّ و شتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی ہو اور قرآنِ شریف کی ہتک ہوتی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بیقرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی کہ اس بے عزتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سبّ و شتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفینِ اسلام کے منہ بند کر کے آپ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا جبکہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صورت میں کیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 13-14 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہماری ذمہ داری ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا، اس سلسلہ میں شامل ہوئے کہ جہاں اپنی حالتوں کو درست کریں وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی بھیجیں اور

ان دنوں میں خاص طور پر درود کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔

جب ہم زیادہ سے زیادہ درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجیں گے تو اس مقصد کو پورے کرنے والے ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو قائم کرنے کا آپؑ نے بیان فرمایا ہے۔

پھر

اپنی بعثت کی غرض

کو بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ان کی تعداد اس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔‘‘

دنیا کے مختلف ممالک میں جو آج جلسوں کا انعقاد ہے اور ہزاروں احمدیوں کی شمولیت ہے وہ بھی انہی نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 14 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اِس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اُس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔‘‘ پس یہ بات ہر احمدی کو اپنی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے۔ اب تھوڑا زمانہ ہے ابھی ثواب ملے گا۔ لیکن عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دکھائے گا۔ وہ وقت ہو گا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہو گا اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے مصداق ہو گا۔ اِس وقت میرے قبول کرنے والے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے۔ وہ دیکھے گا کہ بعض اوقات اس کو برادری سے الگ ہونا پڑے گا۔ اس کے دنیاوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کو گالیاں سنی پڑیں گی۔ لعنتیں سنے گا مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گا۔‘‘

فرمایا: ’’لیکن جب دوسرا وقت آیا‘‘ یعنی جب وہ وقت آئے گا ’’اور اس زور کے ساتھ دنیا کا رجوع ہوا جیسے ایک بلند ٹیلہ سے پانی نیچے گرتا ہے۔‘‘ یعنی جب ترقی کا زمانہ آئے گا ’’اور کوئی انکار کرنے والا ہی نظر نہ آیا اس وقت اقرار کس پایہ کا ہو گا؟‘‘ اس وقت مانا تو کیا مانا۔ ’’اس وقت ماننا شجاعت کا کام نہیں۔ ثواب ہمیشہ دکھ ہی کے زمانہ میں ہوتا ہے۔‘‘

فرمایا کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر کے اگر مکہ کی نمبرداری چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایک دُنیا کی بادشاہی دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کمبل پہن لیا اور ہر چہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم‘‘ یعنی ہم نے کشتی پانی میں ڈال دی ہے اب جو ہونا ہے ہو، اس ’’کا مصداق ہو کر آپؐ کو قبول کیا تو کیا خدا تعالیٰ نے اُن کے اجر کا کوئی حصہ باقی رکھ لیا؟ ہرگز نہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے ذرا بھی حرکت کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اُس کا اجر نہ پالے۔ حرکت شرط ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔

ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے۔ جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے تیز نظر کہلاتا ہے۔‘‘ یعنی پہلے دن کے چاند کو جو دیکھتا ہے وہ تیز نظر کہلاتا ہے ’’لیکن چودھویں کے چاند کو دیکھ کر شور مچانے والا‘‘ کہے کہ میں نے چاند دیکھ لیا وہ تو ’’دیوانہ کہلائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 25-26 ایڈیشن 1984ء)

پس

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آج مسیح موعودؑ کو قبول کر رہے ہیں اور مخالفتوں کا سامنا کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے بن رہے ہیں۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ

صرف مان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔

توحید خالص پر قدم مارنے والا انسان بنے تب پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ’’جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لیے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) (یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں) کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب نہ ہوں۔ جب تک انسان پاک دل اور صدق وخلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امید کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اُسے ملے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازہ پر گرتا اور اسی سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذبِ نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اُس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر اُلٹا مارتا ہے۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔‘‘

فرمایا کہ ’’اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحبِ اغراض ہوتے ہیں۔ اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔‘‘ بعض لوگ بیعت ہی کسی مقصد کے لیے کرتے ہیں۔ اس کی مزید وضاحت دوسری جگہ اس طرح ہوئی ہے۔ فرمایا کہ ’’اغراضِ نفسانی شرک ہوتے ہیں۔ وہ قلب پر حجاب لاتے ہیں۔ اگر انسان نے بیعت بھی کی ہوئی ہو تو پھر بھی اس کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوتے ہیں۔

ہمارا سلسلہ تو یہ ہے کہ انسان نفسانیت کو ترک کر کے توحید خالص پر قدم مارے۔

سچی طلب حق کی ہو ورنہ جب وہ اصل مطلوب میں فرق آتا دیکھے گا تو اسی وقت الگ ہو جاوے گا۔ کیا صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی واسطے قبول کیا تھا کہ مال و دولت میں ترقی ہو۔‘‘ نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’… صحابہؓ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔‘‘ صحابہ کی ابھی میں نے واقعات بیان کیے ہیں۔ گذشتہ کئی خطبات میں صحابہ کا ایک لمبا سلسلہ چلایا تھا کہ کس طرح وہ اپنا سر کٹاتے تھے۔ ’’ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع، عزت وآبرو اور جان و مال سے دستکش ہو جاتے تھے۔ گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور اس طرح پر اُن کی کُل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت وعظمت اور جاہ وحشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے۔ کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے۔ یہ باتیں ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذّت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے۔ ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا اور اُن کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 396 تا 398 مع حاشیہ۔ ایڈیشن 1984ء)

پھر مزید ہدایت فرماتے ہوئے کہ

جماعت کو قائم کرنے کا مقصد اصل توحید کو قائم کرنا اور محبت الٰہی پیدا کرنا ہے

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس، غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا (البقرۃ:201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد

کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ اب یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا رکھ دیا۔ اگر اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہوسکتا تھا۔ مگر اب اس نے اس کو حل کر دیا۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ 188 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت جو ایک مومن کے دل میں ہونی چاہیے کہ تمام دنیاوی رشتوں سے زیادہ خدا کی محبت ہو۔

ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا یہ محبت ہم اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا کیا اس کے لیے ہمارے دل میں کوئی خواہش اور تڑپ ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محبت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اور اس کا معیار بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے۔‘‘ چینی یا شکر کا نام لیتا ہے۔ ’’تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔‘‘ میٹھا تو نہیں ہو جاتا وہ۔ ’’یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لئے

ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔‘‘

یعنی خدا تعالیٰ ہر چیز پر مقدم ہو۔ اس کے احکامات ہر چیز پر مقدم ہوں۔ اس کا بھیجا ہوا دین ہر چیز پر مقدم ہو اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہو۔

فرمایا ’’اور یہی اسلام ہے، یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اِس وقت اِس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالبِ صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھدے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانۂ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا۔‘‘ کچھ بھی ہو جائے اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا۔ ’’اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشّان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔

اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔

پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو

تم اُن راہوں سے آؤ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں۔‘‘ یعنی اپنا مقام وہ بناؤ۔ یہ نہیں کہ پیری مریدی شروع کر دو بلکہ اپنے آپ کو اس سطح پر لے کر جاؤ جہاں انسان ولی کہلائے۔ جہاں لوگ کہیں کہ ہاں یہ وہ شخص ہے جو نیک کام کرتا ہے، اس کی پیروی کرنی چاہیے۔ فرمایا کہ ’’تم اُن راہوں سے آؤ۔ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھری سر پر ہو تو مشکل ہے۔‘‘ یعنی اگر دنیاوی خواہشات کی اور دنیاوی ترجیحات کی گٹھری سر پہ اٹھائی ہوئی ہے اور دنیا غالب ہے، دین پیچھے ہے تو پھر یہاں سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ ’’اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھری کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھری ہے، پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔

تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے

ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غدّاری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ 188 تا 190 ایڈیشن 1984ء)

پھر

توحید کے قیام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سے محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حبیب کے ساتھ عشق کا تعلق بھی ضروری ہے

جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی توحید کے راستے دکھائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور آپؐ کی عزت و عظمت کو قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔‘‘ غیروں کی مثال دیتے ہوئے جو پیر پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں، قبروں کے پوجنے والے ہیں اور پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق میں فنا ہیں اور ہمیں کافر کہنے والے ہیں اور اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ

’’ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے۔ اگر اس جیسے ہزاروں اَور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہے۔‘‘

یعنی ایک شخص کسی کا عاشق کہلاتا ہے لیکن ساتھ ہی بہت سارے اَور معشوق بھی بنائے ہوئے ہیں تو پھر جس سے عشق کر رہا ہے اس کی خصوصیت کیا رہی؟ ’’تو پھر اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں۔‘‘ یہ لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہیں ’’جیسا کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں خانقاہوں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں۔‘‘ بہت ساری خانقاہیں ہیں، مزار ہیں جن پہ یہ جاتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں بلکہ سجدے بھی کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’مدینہ طیبہ تو جاتے ہیں مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں۔ پاک پٹن کی کھڑکی میں سے گذر جانا ہی نجات کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے۔ کسی نے کوئی اَور صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ان لوگوں کے عرسوں اور میلوں کو دیکھ کر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بنا رکھا ہے۔‘‘ برصغیر، ہندوستان پاکستان میں یہ چیزیں عام نظر آتی ہیں۔ ’’اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:20) خدا کا کلام نہ ہوتا اور اُس نے نہ فرمایا ہوتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہو گئی تھی کہ اس کے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدۂ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپؐ کی نبوت کو نئے سرے سے زندہ کر کے دکھا دے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔‘‘ (ملفوظات جلد3 صفحہ 92 ایڈیشن 1984ء) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔ پس

ہمارا فرض ہے اور تبھی ہم حقِ بیعت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اور غیر میں ایک واضح فرق پیدا کر کے دکھائیں اور محبت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی مثالیں قائم کریں۔

اپنی زبانوں کو تسبیح، تحمید اور درود سے تر رکھنے کی کوشش کریں۔

صحابہ کا نمونہ اپنانے اور ان جیسا اخلاص و وفا پیدا کرنے کی طرف توجہ

دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آ جاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں۔‘‘ احمدی ہونے کے لیے جھوٹے مشغلے جو ہیں ختم ہو جانے چاہئیں۔ ’’اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔ فَیۡجِ اَعۡوَجۡ‘‘ یعنی ٹیڑھا زمانہ ’’... کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں۔ ایک قرونِ ثلاثہ، اس کے بعد فَیۡجِ اَعۡوَجۡ کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ لَیۡسُوۡا مِنِّیۡ وَلَسۡتُ مِنۡہُمۡ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ فَیۡجِ اَعۡوَجۡ کا ذکر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی فرماتے تو یہی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہؓ کے مشرب کے خلاف ہے۔‘‘ یعنی ان کے عمل اس سے مختلف ہیں۔ ’’اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت ہی مشکلات اور مصائب کا نشانہ رہا ہے۔‘‘ دین بگڑتا گیا ہے۔ ’’معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں۔‘‘

فرماتے ہیں کہ ’’ہم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گذرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراطِ مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دُور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فَیۡجِ اَعۡوَجۡ رکھ دیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہِ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہؓ کا گروہ کہلائے مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرۡعٍ‘‘ یعنی ’’(کھیتی کی طرح) ہو گی۔‘‘ جس طرح کھیتی آہستہ آہستہ بڑھتی ہے اس طرح بڑھے گی ’’اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصدِ عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دُور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔

توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوقِ اخوان میں‘‘ یعنی اپنے بھائیوں کے حق ادا کرنے میں ایک ’’خاص رنگ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ94-95 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہیں ہمارے مقصد جن کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور تبھی جماعتی ترقیات بھی ہم دیکھیں گے۔

پھر ہمیں

قرآن کریم کو خاص توجہ اور سمجھ کر پڑھنے کی طرف توجہ

دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ وَّمَا ھُوَ بِالۡھَزۡلِ (الطارق:14-15)‘‘ یعنی یقیناً وہ ایک فیصلہ کن کلام ہے اور ہرگز کوئی بیہودہ کلام نہیں ہے۔ ’’وہ میزان، مہیمن، نور اور شفاء اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے، دکھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ

’’خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشفِ حقائق کے لئے قائم کیا ہے۔

یعنی حقائق اظہار کے لیے ظاہر کرنے کے لیے قائم کیا ہے اور جس کی سمجھ قرآن کریم سے ہی ہمیں مل سکتی ہے۔ اس کا ادراک اور فہم ہمیں قرآن کریم سے مل سکتا ہے۔ ’’کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔‘‘ (ملفوظات جلد3 صفحہ 155 ایڈیشن 1984ء) پس اس کے مطالب اور معانی اور تفسیر کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیے۔

پھر

نیک اعمال کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے اور اس کی، نیک عمل کی تعریف کیا ہے

آپؑ فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔‘‘ چور کون سے ہیں؟ ’’ریا کاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے)‘‘ کہ میں نے فلاں بڑا نیک کام کر لیا ہے۔ ’’اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔‘‘ یہ چور ہیں سب۔ ’’ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبر اور حقوقِ انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں انسان عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔

اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عملِ صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔

سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس میں لکھا ہے وہ لے کر اسے پیوے۔ اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہو گا۔‘‘ پس

ہمارا کام یہ ہے کہ آپؑ کی نصائح پر عمل کریں۔ یہ ضروری چیز ہے۔ ورنہ بیعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

فرماتے ہیں کہ ’’اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔

بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ اُن کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے۔‘‘ پتہ نہیں کس وقت انسان کیا بات کر جائے جو گناہ میں شمار ہو۔ اس لیے استغفار کرتے رہو ’’کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا خواہ

اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔'' آپؑ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی دعا پڑھو۔ دعا کیا ہے کہ ''رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (الاعراف:24) یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔ کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔ جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274 تا 276 ایڈیشن 1984ء) فرمایا کہ یہ بھی دعا پڑھو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو کہ

عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے۔

مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آ سکتی۔

تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے۔ یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 448 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت کو یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ وہ اس امر کو مدنظر رکھیں جو میں بیان کرتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ اگر کوئی خیال آتا ہے تو یہی آتا ہے کہ دنیا میں تو رشتے ناطے ہوتے ہیں بعض ان میں سے خوبصورتی کے لحاظ سے ہوتے ہیں، بعض خاندان یا دولت کے لحاظ سے اور بعض طاقت کے لحاظ سے لیکن جنابِ الٰہی کو ان امور کی پروا نہیں۔ اس نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے۔ اب جو جماعت اتقیاء ہے خدا اس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔ یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہیں ہو سکتے کہ متقی بھی وہیں رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہیں۔ ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے اور چونکہ اس کا علم خدا کو ہے کہ کون اس کے نزدیک متقی ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 238-239 ایڈیشن 1984ء)

پس ہر وقت توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی اور شیطان سے بچنے کی ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

فرماتے ہیں: ''اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے۔ یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں! خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پروا نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ خدا خود ان کا محافظ اور ناصر ہو جاتا ہے۔ یہ خدا جو ایسا خدا ہے کہ وہ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرۃ:21) ہے۔ وہ عالم الغیب ہے۔ وہ حی و قیوم ہے۔ اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے حقیقی بندے کو ایسے وقتوں میں بچا لیتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ آگ میں پڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ نکلنا کیا دنیا کے لیے حیرت انگیز امر نہ تھا۔ کیا ایک خطرناک طوفان میں حضرت نوحؑ اور آپ کے رفقاء کا سلامت بچ رہنا کوئی چھوٹی سی بات تھی۔ اس قسم کی بے شمار نظیریں موجود ہیں اور خود اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت کے کرشمے دکھائے ہیں دیکھو! مجھ پر خون اور اقدامِ قتل کا مقدمہ بنایا گیا۔ ایک بڑا بھاری ڈاکٹر جو پادری ہے وہ اس میں مدعی ہوا اور آریہ اور بعض مسلمان اس کے معاون ہوئے لیکن آخر وہی ہوا جو خدا نے پہلے سے فرمایا تھا۔ ابراء۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 263-264 ایڈیشن 1984ء) یعنی مجھے بے قصور ٹھہرایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو باعزت بری کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح اور خواہشات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور حقیقت میں ہم اپنی زندگیوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے والے بن جائیں۔

جلسے کے ان دنوں میں قادیان میں بھی اور ہر ملک میں جہاں جہاں جلسے ہو رہے ہیں ہر شامل ہونے والا خاص دعاؤں میں اپنا وقت گزارے اور یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقِ بیعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح دنیا کا ہر احمدی اس بات پر غور کرے کہ کیا ہم وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بنانا چاہتے ہیں یا اپنی جماعت سے آپ توقع رکھتے ہیں۔ اگر نہیں تو ہمیں ہر وقت اس کے لیے کوشش اور دعا کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت میں

کچھ مرحومین کا ذکر

کروں گا۔ جنازے ہیں۔ ایک جنازہ حاضر ہے۔ جنازہ آ گیا ہے ناں؟ یہ حاضر جنازہ

فضل احمد ڈوگر صاحب کا ہے

جو جامعہ احمدیہ یوکے کے کارکن تھے۔ چودھری اللہ دتہ ڈوگر صاحب کے بیٹے تھے۔ اکیس دسمبر کو 75 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ ہیں۔ عظمیٰ فضل صاحبہ اور چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ 92ء میں یہاں یوکے آ گئے تھے۔ اس کے بعد تو اپنے کام کرتے رہے۔ پھر 1999ء میں انہوں نے وقفِ زندگی کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ازراہِ شفقت ان کا وقف قبول فرما لیا اور کافی لمبا عرصہ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ذاتی خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد پھر مَیں نے جامعہ یوکے میں ان کا تقرر کیا۔ یہ کچھ مختلف ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ پھر ان کو لائبریری کا انچارج بنا دیا گیا اور اس حیثیت سے وفات تک یہ خدمت کی توفیق پاتے رہے۔

جامعہ احمدیہ یوکے کی لائبریری کی تیاری میں بہت اہم کردار انہوں نے ادا کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کے شائع شدہ تمام ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیشنز کو سکین کیا اور ان کو وہاں رکھا۔ کاپیاں بنا کے رکھیں۔ روحانی خزائن کے original ایڈیشن کو بھی سکین کیا۔ ان کی بھی کاپیاں بنائیں۔ ان کے بچے بیان کرتے ہیں کہ ان کی بڑی خواہش یہی تھی کہ ان کی اولاد خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے اور اطاعت گزار رہے۔ کہتے تھے کہ جماعت کی خدمت سے انسان کبھی ریٹائرڈ نہیں ہو سکتا۔ وقف تو آخری سانس تک نبھانے کا نام ہے اور مجھے دعا کے لیے کہتے تھے کہ دعا کرو میں آخری وقت تک خدمت کرتا رہوں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمائی اور ہسپتال جانے سے دو روز قبل تک یہ خدمت کر رہے تھے۔ لائبریری گئے اور کام کر کے آئے۔

حافظ مشہود صاحب جامعہ کے استاد ہیں یہ لکھتے ہیں کہ فضل ڈوگر صاحب کی شخصیت کے بارے میں اگر کہا جائے کہ وہ خلافت کے سچے عاشق، وفادار اور جاں نثار تھے تو اس میں کسی قسم کا کوئی مبالغہ نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ فضل ڈوگر صاحب حقیقی واقفِ زندگی تھے جنہیں ہم نے ہر وقت جامعہ احمدیہ کی لائبریری کو اپنے بچوں کی طرح نکھارتے اور سنوارتے ہوئے دیکھا ہے۔ پرانے مسودات لا لا کر انہیں سکین کرتے اور ان کی دیدہ زیب جلد کروا کر لائبریری کی زینت بناتے۔ بلاشبہ یہ ان کی انتھک محنت ہی تھی کہ جامعہ احمدیہ کی لائبریری میں اس وقت پچیس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں جبکہ وسائل انتہائی محدود ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ایک خطبہ میں جو میرے والد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

کی وفات کے وقت دیا تھا اس میں ان کا ذکر کیا تھا اور ان کا شکریہ ادا کیا تھا اور ان کے کاموں کی تعریف کی تھی۔

جلسہ کی ڈیوٹیاں یہ ہمیشہ دیتے رہے۔ میرے ساتھ بھی ربوہ میں جلسہ کی ڈیوٹیاں دیتے رہے اور ہمیشہ ان کو میں نے بڑی محنت سے اور رات دن ایک کر کے کام کرتے دیکھا ہے۔ کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔

ان کے داماد شاہد اقبال ہیں سوئٹزر لینڈ کے صدر خدام الاحمدیہ ہیں یا رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جب بھی بات ہوتی ہمیشہ مجھے یہ کہتے کہ نماز پڑھی کہ نہیں۔ نمازوں کی تلقین کیا کرتے تھے اور اس طرف خاص توجہ دلاتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی جماعت سے اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

دوسرا جنازہ

جو ہے، غائب ہے۔ وہ

ملک منصور احمد عمر صاحب کا ہے جو ربوہ میں مربی سلسلہ تھے۔

گذشتہ دنوں اسّی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 1970ء میں انہوں نے جامعہ پاس کیا اس کے بعد آپ نے عربی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ 71ء سے 73ء تک آپ نے نمل یونیورسٹی اسلام آباد سے جرمن زبان کا ڈپلومہ لیا۔ پہلے پاکستان میں مختلف جگہوں پہ ان کی تقرری ہوئی۔ پھر جنوری 74ء میں ان کو مبلغ کے طور پر جرمنی بھجوایا گیا۔ وہاں یہ تقریباً ڈیڑھ سال رہے۔ واپس آ کے پھر پاکستان میں مختلف جگہوں پر ان کی تقرری ہوئی۔ پھر اکتوبر 83ء میں ان کو دوبارہ جرمنی بھجوایا گیا جہاں 86ء تک یہ بطور امیر اور مشنری انچارج خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اس دوران یہ اسائلم پر آنے والوں کو زبان بھی سکھاتے تھے اور ان کی مدد بھی کرتے رہے۔ شعبہ رشتہ ناطہ میں بھی رہے۔ جرمن زبان جامعہ میں پڑھاتے رہے۔ تقریباً چھیالیس سال تک انہوں نے واقفِ زندگی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ان کی ایک بیٹی فائزہ رئیس، انیس رئیس صاحب مشنری انچارج جاپان کی اہلیہ ہیں اور ایک بیٹا صباح الظفر ملک مربی سلسلہ ہیں۔ باقی اولاد بھی ہے ان کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

تیسرا ذکر

مکرم عیسیٰ جوف صاحب معلم سلسلہ گیمبیا

کا ہے۔ یہ بھی جنازہ غائب ہے۔ گذشتہ دنوں دسمبر میں ان کی اکسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

وہاں کے نائب امیر مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ بہت ہی کامیاب مبلغ تھے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل بھی نہیں تھے لیکن جماعت کے شیدائی تھے۔ ایک سپاہی کی طرح ہمیشہ کام کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج کے ادنیٰ سپاہی ہیں اور جماعت جو بھی ان کو حکم دے وہ بجالانے کے لیے تیار ہیں۔ جلسہ اور دوسرے جماعتی پروگراموں میں وہ ہمیشہ اپنے افراد جماعت کے ساتھ رہتے اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے اور ان کی تربیت کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پاکستانی احمدیوں کی قربانیوں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہمیشہ ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ خلافت سے خاص محبت کا تعلق تھا۔ دعاؤں کے لیے خطوط لکھا کرتے تھے اور جب جوابات ملتے تھے تو بڑی محبت اور پیار سے ان کا ذکر کیا کرتے تھے۔ خلافت سے محبت انہوں نے اپنے بچوں میں بھی پیدا کی ہے اور بچوں کو بھی یہ کہتے کہ خلیفہ وقت کو خط لکھا کرو۔

مربی سلسلہ سید سعید صاحب ہیں۔ یہ بھی گیمبیا میں رہے ہیں۔ سیرالیون میں ہیں آج کل۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سینیگال میں پیدا تو ہوئے تھے اور اس کے بعد یہ پڑھ کے ملازمت کے سلسلہ میں گیمبیا آگئے اور ناصر احمدیہ سیکنڈری سکول میں فرنچ ٹیچر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اسی دوران انہوں نے احمدیت قبول کی۔ پھر اخلاص و وفا میں قدم آگے بڑھاتے چلے گئے۔ 1997ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زیر ارشاد تمام سینٹرل سٹاف نے گیمبیا چھوڑ دیا تو انہیں ناصر احمدیہ سیکنڈری سکول کا پرنسپل بنا دیا گیا۔ اس حیثیت میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد ان کو ایریا مشنری بنا دیا گیا اور وفات تک وہ اسی پہ قائم رہے۔

عیسیٰ جوف صاحب کے ذریعہ کئی پیاسی روحیں احمدیت کی آغوش میں آئیں۔ ان کا دینی علم بھی بہت تھا۔ خود پڑھ کے انہوں نے علم حاصل کیا۔ غیر احمدیوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ اس لیے اکثر علاقے کے چیفس، امام ان کی بہت عزت کرتے تھے اور اگر کوئی علاقے میں احمدیت کی مخالفت یا شرارت کرنا چاہتا تو بعض دفعہ یہ شریف الطبع لوگ مقابلے پہ آ جاتے، ڈٹ جاتے اور مخالفین کو منہ کی کھانی پڑتی۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ان کی ایک خوبی ان کا صاحبِ علم ہونا تھا۔ ان کا مطالعہ بڑا وسیع تھا جیسا کہ میں نے کہا اور جماعتی لٹریچر پر عبور حاصل تھا۔ جلسہ سالانہ کے دوران کئی دفعہ انہیں تقاریر کے موقع بھی نصیب ہوئے۔ اسی طرح جماعتی رسائل میں ان کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ عاجزی اور انکساری ان کا خاص وصف تھا۔ آپ صائب الرائے بھی تھے اور ہمیشہ اہم فیصلوں میں ان کو شامل کیا جاتا تھا اور ان کی اکثر رائے درست پائی جاتی تھی۔ تہجد گزار تھے۔ دعا گو تھے۔ کثرت سے سچی خوابیں آیا کرتی تھیں اور جب بھی کوئی ان کو دعا کے لیے کہتا تو اسے مشورہ دیتے کہ پہلے خلیفہ وقت کو دعا کا خط لکھو اور پھر خود بھی دعا کرتے۔

پھر گیمبیا کے مبلغ مسعود صاحب ہیں وہ کہتے ہیں: تبلیغ کا ان کو بہت شوق تھا۔ کئی کئی گھنٹوں کا سفر کر کے دُور دراز گاؤں میں جایا کرتے تھے۔ نہایت نفیس طبیعت کے مالک تھے۔ ہنس مکھ تھے۔ خوشی ہو یا غمی، بیماری ہو یا پریشانی، ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔ ہر ایک سے مسکراتے چہرے سے ملتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ ایسے تپاک اور گرمجوشی سے ملتے کہ وہ سمجھتا کہ بس مجھ سے ہی ان کو پیار ہے۔ بہت رحم دل اور نرم اور شفیق تھے۔ کبھی کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے اور نہ کسی کے معاملے میں دخل دیتے۔ اپنے افسران کی اطاعت بے انتہا کرتے۔ ماتحتوں کا خیال رکھتے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور کہتے ہیں جب کبھی بھی ان سے پتہ کرایا، رابطہ کرنے کی کوشش کی تو پتہ لگتا تھا کہ فارغ دنوں میں یہ تبلیغ کے لیے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ وٹس ایپ سٹیٹس پر قرآنی آیات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی تبلیغی اور تربیتی پوسٹس اور خلفاء کی تصاویر ہر روز باقاعدگی سے لگاتے اور احمدی اور غیر احمدی لوگوں کو بھیجتے تھے۔ تبلیغ کا بے انتہا شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ میں نے کہا ابھی نماز جمعہ کے بعد ان کے جنازے ادا ہوں گے ان شاء اللہ۔

(الفضل انٹرنیشنل 13/ جنوری 2023ء صفحہ 5 تا 10)

سانحہ ارتحال

مکرمہ نسیم زہرہ زوجہ عبد الغفور ناصر مرحوم آٹواہ ایسٹ جماعت۔ کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

مکرم عبد الغفور ناصر ولد مکرم عبد الستار ناصر مرحوم آف ربوہ (سابق درویش) حال مقیم آٹواہ ایسٹ جماعت کینیڈا ایک لمبی اور صبر آزما بیماری کے بعد 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

مکرم عبد الغفور ناصر کی پیدائش قادیان کی تھی۔ آپ سات بھائی اور دو بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاد آف چک چھور 117 کے داماد اور محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے ہم زلف تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو جماعتی خدمات کی توفیق بھی ملتی رہی۔ آپ نے عرصہ 6 سال بطور سیکرٹری ضیافت آٹواہ کی خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح آپ کو 1994ء تا 1999ء نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں کام کا موقع ملا۔ آپ جماعتی عہدیداران اور قریبی عزیز و اقارب کے ساتھ بہت ہی حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور ان کی خاطر تواضع کر کے بے حد خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ بہت ہی باہمت، بااخلاق، رحمدل، بلند حوصلہ رکھنے والے اور سب سے حسن سلوک سے پیش آتے اور نہایت ہی اخلاص و وفا کا شاہکار تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام نیکیاں قبول فرمائے اور آپ کے اہل خانہ کو ان نیکیوں کو جاری وساری رکھنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے بیماری کا ایک لمبا عرصہ بستر پر گزارا جو نہ صرف آپ کے لیے بلکہ اہل خانہ کے لیے بھی ایک آزمائش کا وقت تھا مگر کبھی بھی کوئی لفظ شکوہ کا زبان پر نہیں لائے۔ تدفین کے لیے آپ کا جسد خاکی ٹورانٹو لایا گیا جہاں پر 28/ اکتوبر 2022ء کو برمپٹن میموریل گارڈن میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے پسماندگان میں خاکسار اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں نائمہ ہما۔ صائمہ حنا۔ دو بیٹے عثمان قیوم اور لقمان داؤد اور درجن بھر پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان سے رحم کا سلوک فرمائے

اور ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

نمائش اور مسجد کے گرد و نواح کا معائنہ

ناشتے کے بعد ہم تیار ہوئے اور پہلے پہر مسجد واپس لوٹے جہاں لوکل جماعت نے ایک دفتر کا انتظام کیا ہوا تھا جس میں مکرم ماجد صاحب، مکرم مبارک ظفر صاحب اور خاکسار کو Zion قیام کے دوران کام کرنے کا موقع ملا۔ سہ پہر ایک بجے حضور انور نے ایک خاص نمائش کا دورہ فرمایا جو مسجد میں لگائی گئی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور الیگزینڈر ڈوئی کے مابین مباہلہ کے چیلنج کے حوالہ سے تھی۔

اس نمائش کے انعقاد کے لیے ایک عمیق تحقیق کی گئی تھی جس کا کچھ حصہ نوادرات پر مشتمل تھا جبکہ کچھ حصہ ڈیجیٹل تھا۔ مکرم انور خان صاحب اور ان کے بیٹے مکرم امجد خان صاحب کو حضور انور کو نمائش کا تعارف کروانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس نمائش میں بتایا گیا تھا کہ ڈوئی کون تھا اور اس نے کب اور کیوں زائن شہر کی بنیاد رکھی۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط بھی شامل کیا گیا تھا جس میں آپ نے ڈوئی کو تنبیہ فرمائی جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوئی تھی۔ اس نمائش میں ایک سو ساٹھ سے زائد اخباروں کے ڈیجیٹل ریکارڈ بھی شامل تھے۔ جن میں مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج پورے امریکہ اور پوری دنیا میں شائع کیے گئے تھے۔ ایک اخبار کا اصل تراشا بھی، جو مباہلہ کی عبارت تھا دکھایا گیا تھا۔ اس نمائش میں سات فٹ چوڑا ایک فریم معروف Boston Herald کی سرخی Great is Mirza Ghulam Ahmad, the Messiah کا بھی آویزاں کیا گیا تھا جس کی تصدیق بوسٹن پبلک لائبریری نے کی تھی اور انہوں نے ہی مہیا کیا گیا تھا۔

نیز اس نمائش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زرد رنگ کا کوٹ بھی رکھا گیا تھا۔ ایک نوجوان خادم عزیزم ابراہیم اعجاز بھی موجود تھے جو اس نمائش کے اہم ترین محققین میں سے تھے۔ ریسرچ کا تجربہ اور اس نمائش کو آخری مراحل تک ڈھالنا اور پھر اس نمائش میں حضور انور کا بنفس نفیس شامل ہونا یہ سب کچھ اس کے لیے بہت ایمان افروز تھا۔ بعد ازاں ابراہیم صاحب نے مجھے بتایا کہ:

''میں الفاظ میں اس لمحے کو بیان کرنے سے قاصر ہوں جب حضور انور زائن میں نمائش کے معائنہ کے لیے تشریف لائے۔ میں گزشتہ سات ماہ سے اس لمحہ کے بارے میں سوچ رہا تھا، مستقل ان خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ آیا ہم کوئی ایسی چیز پیش کر سکیں گے یا نہیں، جو ہمارے امام کو خوشی پہنچا سکے۔ اس لمحہ حضور انور کا مبارک چہرہ دیکھنا ایسا تھا جس نے میری ساری پریشانی اور فکر کو دور کر دیا۔''

حضور انور کے ایک تبصرے کا ذکر کرتے ہوئے مکرم ابراہیم صاحب نے بتایا کہ:

''جب حضور انور زائن اور ڈوئی کے متعلق نمائش کے حصہ میں پہنچے تو میں نے حضور انور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جیسا کہ فرعون کے جسم نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی سچائی کے ایک نشان کو محفوظ کر لیا تھا اسی طرح یہ ڈوئی سے متعلق نوادرات محفوظ کرنا بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ یہ سننے پر مجھے یاد آیا کہ کس طرح اس نمائش کی پہلی میٹنگ میں یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ آیا ڈوئی کے نوادرات کی نمائش ایک ایسے شخص کی شہرت کا باعث بنے گی جسے اللہ نے ذلت اور رسوائی کا نشان بنایا۔ یوں اس تبصرے نے ہماری حوصلہ افزائی کی اور باعث تسکین بنا جب حضور انور نے فرعون کا ذکر فرمایا اور اس گہرے اور پر حکمت نقطے نے ہمارے علم میں اضافہ بھی فرمایا اور ایسی جملہ پریشانیوں کو دور کر دیا۔''

نمائش کے معائنہ کے بعد، حضور انور باہر تشریف لائے اور نقاب کشائی فرمائی جس کے ساتھ ہی مسجد فتح عظیم کا افتتاح ہوا اور بعد ازاں دعا کروائی۔ حضور انور نے ایک مینار کی سنگِ بنیاد بھی رکھی جو مسجد میں تعمیر ہونا تھا جو ان شاء اللہ اس طرز پر بنے گا جیسا کہ قادیان میں منارۃ المسیح ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد کے باقی حصوں کا معائنہ فرمایا جس کے بعد آپ نے مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر کی امامت فرمائی۔

ایک معجزانہ حفاظت

انٹرویو کے بعد حضور انور نے فیملی ملاقاتوں کا آغاز فرمایا جس میں آپ نے قریبی جماعتوں کے احباب سے ملاقات فرمائی۔ ایسے احباب کو ترجیح دی گئی جو حضور انور سے قبل ازیں کبھی نہیں ملے تھے یا کئی سالوں سے شرف ملاقات نہ پایا تھا۔ جب ملاقاتیں چل رہی تھیں تو میری ملاقات ایک نوجوان مربی صاحب سے ہوئی جن کا نام عزیزم مصور احمد تھا۔ آپ کا تقرر ایک سال قبل El Paso کی جماعت میں ہوا تھا جو US-Mexico کے بارڈر پر ہے۔

میں نے سنا تھا کہ چند ماہ قبل ان پر ایک حملہ ہوا تھا لیکن جسمانی طور پر خدا کا شکر ہے کہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی El Paso میں تقرری کے فوراً بعد ہی جب ابھی ان کی اہلیہ Texas نہیں پہنچی تھیں ان پر ایک آدمی نے متعدد بار فائر کیے، جبکہ وہ اپنی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی طرح وہ گولیاں ان کو نہیں لگیں اور وہ گاڑی سمیت فرار ہونے میں کامیاب تو ہو گئے مگر وہ شخص متواتر ان کی گاڑی پر فائر کرتا رہا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا خیال تھا کہ ان کا وقت آ چکا ہے لیکن وہ بھاگتے رہے یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔ اگرچہ ان پر حملہ ہوا تھا لیکن ان کو ایک رات کے لیے جیل میں رکھا گیا کیونکہ پولیس تفتیش کر رہی تھی کہ کیا معاملہ ہے۔ بعد ازاں پولیس نے انہیں بتایا کہ ایک ڈرگ ڈیلر نے ان پر گولی چلائی ہے جس نے ایک دوسرے ڈرگ ڈیلر کو قتل کر دیا تھا اور مصور صاحب کو دیکھنے پر ان پر بھی گولی چلا دی شاید اس خیال سے کہ وہ اس جرم کے گواہ

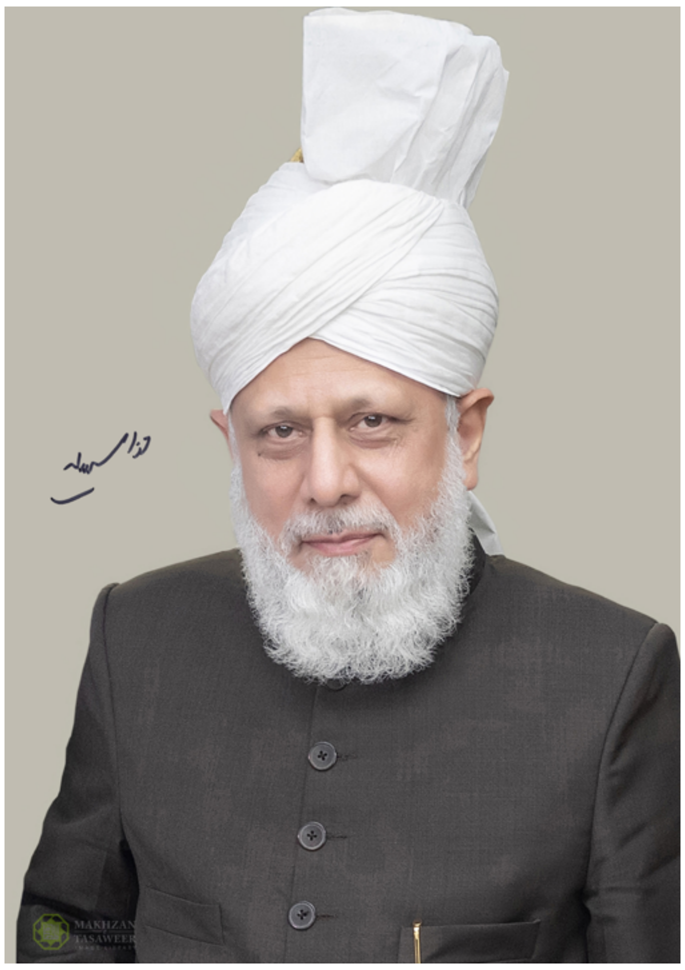

بن گئے ہیں یا اس خیال سے کہ شاید وہ دوسرے فریق کے سہولت کار ہیں۔ یہ ایک دل دہلا دینے والا اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا واقعہ تھا۔

میں نے مکرم مصور صاحب سے پوچھا کہ انہوں نے ان حالات میں کیسے گزارا کیا اور کیا اب سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے؟ جواب میں مصور صاحب کہنے لگے کہ جو ہوا وہ بھلانے میں مجھے کئی ماہ لگے اور میرے بالکل ٹھیک ہونے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ میرے لیے حضور انور کی محبت، توجہ اور دعائیں ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضور انور نے ازراہِ شفقت مجھے فون کیا اور بتایا کہ کئی ایسے مواقع ہوتے ہیں جب کوئی انسان محض اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے اور جو میرے ساتھ ہوا وہ اس کی ایک مثال ہے۔ چنانچہ حضور انور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مزید پختہ کروں اور مجھے اپنی حفظ و امان میں رکھنے پر اس کا شکریہ ادا کروں۔

مصور صاحب نے مزید کہا کہ:

''حضور انور نے کچھ ہلکے پھلکے تبصرے ایسے بھی فرمائے جن کی وجہ سے مجھے بہت اچھا محسوس ہوا۔ آپ نے مجھے آئندہ کے لیے ہدایات سے بھی نوازا اور یہ بھی کہ کس طرح آگے حالات کا مقابلہ کرنا ہے۔''

مصور صاحب مجھے یہ سب کچھ بتا رہے تھے اور آپ نے اپنے سات ماہ کے بیٹے کو اٹھایا ہوا تھا۔ میں شاید اس بات کا پورا ادراک نہیں رکھتا تھا کہ وہ کس قدر خوف اور شدید پریشانی سے گزرے ہوں گے۔ مگر ماشاءاللہ، یہ نوجوان مربی سلسلہ اور ان کی فیملی نہایت صبر اور حوصلے میں تھے۔ انہوں نے کسی دوسرے محفوظ مقام پر تبادلہ کی درخواست نہ کی بلکہ اسلام کا پیغام اسی جگہ پھیلاتے رہے جہاں ان پر حملہ ہوا تھا۔

انہوں نے اس بات کا ذکر بھی کیا کہ حضور انور کی محبت نے انہیں آگے بڑھنے کی توفیق عطا کی ہے اور اس دورہ کے دوران میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ حضور انور جب مصور صاحب کو کھڑے ہوئے دیکھتے یا پاس سے گزرتے تو نہایت محبت اور شفقت سے ان کو ملاقات کا شرف بخشتے اور ان کے بیٹے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی سے برکت بخشتے۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر۔ اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

عامر ندیم۔ گیمبیا

مکرم شیخ تنویر احمد مرحوم کا ذکرِ خیر

غالباً مئی 2017ء کے آخری عشرے کی بات ہے خاکسار مکرم محمد قاسم صاحب کے ساتھ اپنی وقف کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لیے ابھی تازہ تازہ گیمبیا وارد ہوا تھا کہ ایک روز ادائیگی نماز فجر کے بعد خاکسار اور برادر قاسم کو اپنی ذاتی کار میں عظیم بحر اٹلانٹک کی سیر کرانے ایک صاحب ہمیں صبح سویرے،خراماں خراماں ساحل سمندر کی طرف لے چلے۔ راستے بھر ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہیں۔ گیمبیا میں رہن سہن کیسا ہے؟ لوگوں کی خوراک اور رسم و رواج کیا ہیں؟ احباب جماعت کا ذکر خیر اور اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے ہمیں اس طرح تعارف کرایا کہ بہت کچھ بتا کے بھی بہت باتیں تشنہ چھوڑ دیں۔ گاڑی کا یہ سفر کم از کم خاکسار کے آئندہ 5 سالوں میں بہت کام آیا۔

1988ء میں خاکسار آخری دفعہ کراچی سمندر کی سیر کے لیے گیا تھا۔ اس کے بعد آج دوبارہ سمندر کا نظارہ کرنے کا موقع ملا۔ ایک پرشور کنارہ کہ لہریں کنارے سے بے کراں ہونے کے لیے بار بار ساحل سے سر پٹخ رہی تھیں۔ اس نیلی صبح کا منظر نہ صرف میرے ذہن میں بلکہ میرے کیمرہ میں اب تک محفوظ ہے۔ ڈھیروں باتوں اور ساحل سمندر کی بھیگی ریت پہ ہم تینوں دھوپ کے تیز ہونے تک محظوظ ہوتے رہے۔ ساتھ میں ان صاحب کی ہلکی پھلکی مزیدار گفتگو بھی چلتی رہی۔ گیمبیا میں وارد ہونے سے لے کر دوبارہ آنے کی باتیں چلتی رہیں۔

گیمبیا میں دیگر احبابِ جماعت کے ساتھ ایک دلکش مسکراہٹ جس نے ہمارا استقبال کیا تھا وہ مکرم شیخ تنویر صاحب کی تھی۔ ذکر انہی کا ہو رہا ہے۔ ایک کھلا کھلا چہرہ، روشن آنکھیں، روشن دماغ اور سب سے بڑھ کے ایک پیارا سا دل لیے شیخ صاحب تب سے لے کر اپنی پاکستان واپسی تک خاکسار کے ایک بہت پیارے دوست رہے۔

خاکسار پہلی دفعہ گھر سے باہر وہ بھی اتنی دور آیا تھا اس لیے جلد ہی ہوم سکنس (Home Sickness) کا شکار ہوگیا۔ دیگر احباب کے ساتھ شیخ صاحب نے اپنی بذلہ سنجی، شگفتگی اور خبر گیری کے ساتھ خاکسار کی پوری طرح دلجوئی کی۔

اپنے گھر سے کھانا کھلانا ہو یا اپنے ساتھ باہر ہوٹلنگ کے لیے لے جانا ہو یا شاپنگ کے لیے۔ الغرض محترم شیخ صاحب نے خاکسار کا پورا پورا خیال رکھا۔ کئی مرتبہ اپنے ساتھ افطاریوں پر لے گئے۔ کئی دفعہ خاکسار کو شیخ صاحب کے گھر مزیدار ضیافتیں اڑانے کا موقعہ بھی ملا۔ اور یہ التفات کا سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔

اگرچہ خاکسار سالن وغیرہ تو بنا لیتا تھا لیکن آٹا گوندھنا اور روٹی بنانا ایک مشکل مرحلہ ثابت ہوا۔ لیکن یہاں بھی تنویر صاحب اپنی شگفتہ طبیعت کے ساتھ مدد کو آ پہنچتے۔ یہاں تک کہ خاکسار اس معاملے میں بھی کافی طاق ہوگیا۔ جب خاکسار کے رہنے کے لیے علیحدہ رہائش کا بندوبست ہوگیا تو اکثر تنویر صاحب چھٹی والے دن آجاتے اور ہم دونوں مل کے کچھ نہ کچھ کھانا بناتے۔ شیخ صاحب اپنی بیچلر لائف کے واقعات سناتے اور ہم خوب محظوظ ہوتے۔

ہر سال عیدین پہ خاکسار اور شیخ صاحب کی فیمیلیز ایک دوسرے کے ہاں آتے اور خصوصاً شیخ صاحب کی اہلیہ کے ہاتھ کے مزے مزے کے کھانوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ دونوں خاندانوں کے بچے بھی ایک دوسرے سے مل کے بہت خوش ہوتے اور خوب ہلا گلا کرتے۔

شیخ صاحب اگرچہ بہت زیرک، سمجھدار اور ہوشیار شخص تھے۔ معاملہ فہمی، ذہانت اور معقولیت ان کے وصف تھے۔ اس کے باوجود ان میں کہیں ایک چھوٹا سا شرارتی بچہ چھپا ہوا تھا۔ بارش میں بھیگنا اور نہانا، بچوں کے ساتھ کھیلنا یا بچوں کی طرح کھیلنا اور کئی طرح کی شرارتیں آج بھی دل پہ منقش ہیں۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال اپنے اسکول میں تصویری نمائش کی بھرپور تیاری اور پھر تصویری نمائش کا انعقاد ان کی جلسہ سالانہ کی خاص پیشکش ہوتی تھی۔ اس تیاری میں شیخ صاحب نہ صرف خود حصہ لیتے بلکہ ان کی اہلیہ بھی ان کا پورا پورا ساتھ دیتی تھیں۔ بیت السّلام گیمبیا میں کوئی پروگرام ہو اور اس کی تیاری میں شیخ صاحب شامل نہ ہوں یہ ممکن ہی نہ تھا۔ کیونکہ ان کا گھر احاطہ بیت السلام میں تھا اس لیے وقف نو، اطفال، خدام، انصار اللہ، لجنہ اور جماعتی اجتماعات کی تیاری میں اور پھر پروگرام کی کامیابی میں پورا پورا حصہ لیتے۔

الغرض مکرم شیخ صاحب کی یاد کے ساتھ ہی ایک روشن اور ہنستا مسکراتا چہرہ ایک دم آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ معلوم نہ تھا کہ اس مسکراہٹ کے پیچھے جانے کتنے غم اور دکھ لیے ایک اور ہی شیخ تنویر ہے۔ اچانک پتہ چلا کہ ذہنی دباؤ کے باعث شیخ صاحب ہسپتال میں داخل ہیں۔ خاکسار بھی ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا۔ اپنی حالت کی وجہ سے ان کے مزاج کی پل میں تولہ پل میں ماشہ ہونے والی کیفیت تھی۔ ان کے ساتھ بیٹھنے کا بھی موقعہ ملا اور ان کے ساتھ گیمبیا میں گزرے ہوئے ماہ و سال کی حسین یادوں کو دہرانے کا بھی موقعہ ملا۔

گیمبیا میں ان کا علاج جاری رہا لیکن آخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے تحت ان کے مزید علاج کے لیے شیخ صاحب کو پاکستان بھجوایا جائے۔ پاکستان آ کر ان کا علاج جاری رہا۔

پھر ایک دن یہ اندوہناک خبر سننے کو ملی کہ شیخ صاحب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

؎ دم واپسی اسے کیا ہوا، نہ وہ روشنی نہ وہ تازگی
وہ ستارہ کیسے بکھر گیا، وہ تو آپ اپنی مثال تھا

شیخ صاحب مرحوم کو بطور وقفِ زندگی ٹیچر 2012ء سے 2022ء تک مسرور سینئر سیکنڈری اسکول، گیمبیا میں خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ ایم اے انگلش تھے اور سکول میں انگلش اور اسلامیات کے مضامین پڑھاتے تھے۔ ان مضامین پر آپ نے کتب کا مسودہ بھی تحریر کیا تھا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ بطور وائس پرنسپل اسکول میں خدمات سر انجام دے رہے تھے۔ اسکول کی تمام نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کے اور ذوق و شوق سے حصّہ لیتے۔ اسکول میں آپ ایک ہر دلعزیز استاد تھے۔ پرنسپل، اساتذہ، سٹاف اور طلبہ میں بے حد مقبول تھے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا

یاروں کا یار تھا شیخ تنویر
موسم بہار تھا شیخ تنویر
نام کی طرح آنکھوں کا نور تھا
اور دلوں کا قرار تھا شیخ تنویر
جب گزر گیا تو ہمیں یاد آیا پھر
اک ٹھنڈی پھوار تھا شیخ تنویر
شافعہ، حارث اور مبرور پھول ہیں
اور ان کا نگہدار تھا شیخ تنویر
سینے میں چھپا لئے سارے غم
غیرت مند خوددار تھا شیخ تنویر
عامر بھی ہے حکایت کدہ اس کا
اس کا بھی غمخوار تھا شیخ تنویر

اعلان نکاح و تقریب پرمسرت

مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف (واقفِ زندگی) یہ اعلان کرواتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت دورۂ امریکہ کے دوران مؤرخہ 15/ اکتوبر 2022ء کو مسجد بیت الرحمٰن۔ میری لینڈ میں میری بیٹی عزیزہ ڈاکٹر مائرہ احمد کے نکاح کا اعلان عزیز ڈاکٹر مرزا مجادل احمد ابن مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) مرزا نصیر احمد آف اسلام آباد کے ساتھ بعد از نماز ظہر و عصر مبلغ دس ہزار امریکن ڈالر پر فرمایا اور دعا بھی کروائی۔

Albany نیویارک میں مکرمہ نعیمہ درد ملک کی رہائش گاہ پر مؤرخہ 25/ نومبر 2022ء کو تقریب رخصتانہ اور اگلے روز دعوتِ ولیمہ منعقد ہوئی۔ ہر دو تقاریب کے مواقع پر تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد حبیب الرحمٰن درد صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

عزیزہ مائرہ احمد مکرم مولانا محمد شفیع اشرف مرحوم کی پوتی اور مکرم بشیرالدین احمد خاکی ولد عبد الرحمٰن خاکی صاحب کی نواسی اور حضرت مولانا عبد الرحیم دردؓ کی نسل سے ہیں۔ جبکہ عزیزم ڈاکٹر مرزا مجادل احمد، حضرت ڈپٹی میاں محمد شریفؓ کے پڑپوتے، مکرم فلائیٹ لیفٹیننٹ میاں محمد لطیف (لطیف پائلٹ) کے پوتے اور مکرم میجر محمد عبد السمیع ورک ولد مکرم ڈاکٹر محمد عبد الرشید کے نواسے ہیں نیز یہ حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹیؓ کے برادر نسبتی حضرت منشی محمد اسماعیل سیالکوٹیؓ کی نسل سے ہیں۔ عزیزم تحریک وقفِ نو میں شامل ہیں۔ قارئینِ الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ادارہ الفضل کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خطوط

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر۔سویڈن سے لکھتے ہیں:

عابد خان صاحب کی ڈائری بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہوتی ہے۔ یہ بہت خوش قسمت انسان ہیں، جن سے حضور بے تکلفی سے معصومانہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے والد ڈاکٹر حمید احمد خان بہت ذہین طالب علم تھے۔ 1960ء میں تعلیم الاسلام کالج سے ایف ایس سی پری میڈیکل مکمل کیا اور اول پوزیشن حاصل کی۔ آپ ڈاکٹر بنے اور حسب توفیق خدمت دین اور خدمت انسانیت کی۔

ان کی والدہ برگیڈیئر وقیع الزمان (افسر حفاظت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) جو سفر ہجرت میں حضورؒ کے ہمرکاب تھے کی بیٹی ہیں۔ عابد خان صاحب کے والدین نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بڑی خوشنودی حاصل کی۔ آپا طاہرہ صدیقہ حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، ڈاکٹر حمید خان صاحب کی بہن ہیں۔

مکرمہ منزہ ولی سنوری۔کینیڈا سے لکھتی ہیں:

الفضل آن لائن کی اشاعت کے 3 سال پورے ہونے پر دلی مبارکباد پیش ہے۔ خلافت کی عظیم نعمت کی قدر کوئی کیا جانے، محروم دلوں سے پوچھئے۔ نگاہیں ترس رہی ہیں خلیفۂ وقت کو دیکھنے کو۔ اتنی محنت اور تندھی سے اخبار کی خدمت کرنے والوں کے لئے دلی دُعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزا دے اور الفضل کو مزید ترقی کی راہوں پر چلائے۔ اس روحانی مائدے میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے جس کے ثمرات سے ساری دنیا کے قارئین فیضاب ہو رہے ہیں۔

دعا کا تحفہ

سوتے وقت کی دعا نمبر 2

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سوتے وقت پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھائی اور فرمایا کہ اگر اِس رات تمہاری وفات ہوگئی تو فطرتِ صحیحہ پر وفات ہو گی۔ اور اگر تم نے صبح کی تو (اِس دُعا کی برکت سے) تمہیں خیر و بھلائی حاصل ہو گی۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِی اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَرَھْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ! مَیں نے اپنی جان تجھے سونپی اور اپنی توجہ تیری جانب کی۔ اور اپنا سب معاملہ تیرے سپرد کیا اور تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے اور تیرے خوف سے تجھے ہی اپنا سہارا بنایا۔ تیرے سوا کوئی پناہ گاہ اور نجات کی جگہ نہیں۔ مَیں تیری کتاب پر جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا ایمان لایا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 118-119)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

دعا کے آداب

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) مجلس میں بیعت کے بعد یا کسی کی درخواست پر دعا کیا کرتے تھے تو آپ کے دونوں ہاتھ منہ کے نہایت قریب ہوتے تھے اور پیشانی اور چہرہ مبارک ہاتھوں سے ڈھک جاتا تھا اور آپ آلتی پالتی مار کر دعا نہیں کیا کرتے تھے بلکہ دوزانو ہو کر دعا کرتے تھے۔ اگر دوسری طرح بھی بیٹھے ہوں تب بھی دعا کے وقت دوزانو ہو جایا کرتے تھے۔ یہ دعا کے وقت حضور کا ادبِ الٰہی تھا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر 736 صفحہ 161)

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

فقہی کارنر

ریل کا سفر ہمارے فائدہ کے لئے ہے

ریل کے ذکر پر (حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا:

اس زمانہ میں خدا نے ہماری جماعت کو فائدہ پہنچایا ہے کہ سفر کا بہت آرام ہے ورنہ کہاں سے کہاں ٹھوکریں کھاتا ہوا انسان ایک دوسرے مقام پر پہنچتا تھا۔ مدراس جہاں سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب ہیں اگر کوئی جاتا تو گرمیوں میں روانہ ہوتا اور سردیوں میں پہنچتا تھا۔ اس زمانہ کی نسبت خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8) کہ جب ایک اقلیم کے لوگ دوسرے اقلیم والوں کے ساتھ ملیں گے۔

(البدر 6/ فروری 1903ء صفحہ 21)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

16/ جنوری 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:41	18:00
مدینہ منورہ	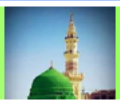	05:45	17:55
قادیان		06:03	17:48
ربوہ		05:43	17:28
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:31	16:26